

افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی

Abdullah Bakhtani is one of the first Iqbal scholars and intellectuals in Afghanistan whose intellectual efforts made Iqbal popular in Afghanistan. He has tried to convey Iqbal's thoughts to the people of Afghanistan by using Pashto as a medium of expression. In the same way, he has also employed Persian as a means of explaining, interpreting and propagating Iqbal's poetry. Abdullah Bakhtani's articles and books have been published in both Pashto and Persian. Numerous of his articles and books have been instrumental in making the interpretation of Iqbal's thought, the intellectual capital of the Afghan nation. In the article under study, these efforts have been made the subject of discussion.

عبداللہ بختانی کا نام نامی پشتو اور فارسی ادب میں تحقیق کے حوالے سے انتہائی معتبر ہے۔ آپ ننگرہار کے علاقے سرخ رود کے قریب بختان میں ۱۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام ملا آغا جان تھا۔ ابتدائی تعلیم پشتو فارسی اور عربی ننگرہار کے مدارس سے حاصل کی۔ ۱۳۲۵ھ میں ننگرہار کی وزارتِ تعلیم سے منسلک ہوئے۔ ۱۳۳۱ھ میں پشتو ٹولنے کا بل کے رکن منتخب ہوئے اور پشتو نئی روزہ ”زیری“ کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۶ھ میں ”ننگرہار“ مجلہ کے مدیر بنے اور ۱۳۳۸ھ میں مطبوعات کے مستقل ریاست کے رکن بنے۔ سوانحی تفصیلات مزید معلوم نہیں ہو سکتے البتہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب کے بعد کچھ عرصہ کے لیے پاکستان مہاجر ہو کر پشاور میں رہتے تھے۔ پھر عازم وطن ہو کر ننگرہار اور کابل میں رہنے لگے۔ مارچ ۲۰۰۳ء کے اوائل میں میرے محقق دوست میاں وکیل شاہ فقیر خیل کے گھر آئے تھے ساؤل ڈھیر مردان تو راقم الحروف نے ان سے فون پر ان کی اقبال شناسی کے حوالے سے گفتگو کی اور اس کے بعد کئی مرتبہ کابل، جلال آباد اور کندہار میں کئی کانفرنسوں اور علمی سیمیناروں میں عبداللہ بختانی سے براہ راست مستفید ہونے کے مواقع ملے۔ بختانی صاحب نے ۲۲ فروری ۲۰۱۸ء کو کابل میں وفات پائی اور ۲۵ فروری کو اپنے

اقبالیات ۶۲: ۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

آبائی قبرستان بختان میں دفن ہوئے۔^۱

آپ پشتو و فارسی میں نظم و نثر لکھتے تھے۔ پشتو، فارسی اور عربی زبانوں میں آپ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ آثار و تالیفات کی فہرست خاصی طویل ہے۔^۲

جناب عبداللہ بختانی وہ پہلے افغان اقبال شناس ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ افغانستان میں (پشتو زبان) میں اقبال کے فکر و فن پر مستقل کتاب لکھی پشتانہ د علامہ اقبال یہ نظر کسی (پشتون علامہ اقبال کی نظر میں) جو پشتو ٹولن کابل کی مسلسل نمبر ۱۲۲ کے تحت ۱۳۳۵ھ میں شعبہ ترجمہ کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ مؤلف عبداللہ بختانی اور صحیح و مہتمم راز محمد و لیش ہے۔ کتاب کے تعارفی کلمات پشتو ٹولن کابل کے سربراہ مشہور اقبال شناس گل باچا الفت نے لکھے ہیں جس میں افغانستان میں اقبال شناسی کے حوالے سے جناب بختانی کی اس ابتدائی کاوش کو سراہا گیا ہے۔

کتاب کے ٹائٹل پر دائیں جانب کونے پر حضرت علامہ کی تصویر ہے جبکہ ٹائٹل کے وسط میں درہ خیبر کی تصویر اور نیچے علامہ کا ذیل شعر درج ہے:

خیبر از مردان حق بیگانہ نیست در دل او صد ہزار افسانہ ایست^۳
صفحہ الف، ب پر مصنف کا تعارفی دیباچہ ہے جبکہ درج ذیل عنوانات کے تحت حضرت علامہ کے فکر و فن کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

- علامہ اقبال سوک وو؟ (اقبال کون تھے) صفحہ ۱،
- د اقبال نظریات (نظریات اقبال) ۳ تا ۲۳،
- پ مغرب باندی انتقاد (مغرب پر تنقید) ۳ تا ۷،
- مشرق تہ خطاب (مشرق کو خطاب) ۸ تا ۱۱،
- پشتون تہ خطاب (پشتونوں کو خطاب) ۱۲ تا ۲۰،
- د افغانستان سفر (سفر افغانستان) ۲۱ تا ۲۳،
- خیبر ۲۳،
- کابل ۲۴ تا ۲۵،
- غزنی ۶۲،
- قندھار ۷۲،
- پشتانہ مشاہیر (پشتون مشاہیر) ۲۸،
- المتوکل علی اللہ محمد ظاہر شاہ ۲۸ تا ۳۳،
- والا حضرت امیر امان اللہ خان ۳۸ تا ۴۱،
- اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ ۳۴ تا ۳۸،
- اعلیٰ حضرت احمد شاہ بابا ۴۲ تا ۴۶،
- سوری شیر شاہ ۴۷ تا ۴۸،
- خوشحال خان خٹک ۴۹ تا ۵۸،
- اقبال دافغانی شاعرانہ نظریہ نظر کی (اقبال افغان شعراء کی نظر میں) ۵۸ تا ۵۹،
- اقبال کیست (مرحوم ملک الشعراء قاری) ۶۰،
- بر مزار اقبال در لاہور (استاد خلیلی) ۶۱،
- د علامہ اقبال پہ تصویر (حمزہ شمیمواری) ۶۲،
- اقبال تہ خطاب (قیام الدین خادم) ۶۳ تا ۶۴،

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

- علامہ مشرق (ملک الشعراء بیتاب) ۶۵، - اقبال ویر (مرثیہ اقبال) (گل باچا الفت) ۶۶،

- بہ یاد علامہ محمد اقبال (محمد ابراہیم خلیل) ۶۷، - ماخذات ۶۸

اس کتاب کے ماخذات میں علامہ کی مثنوی مسافر، ۲۔ پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق، ۳۔ پیام مشرق، ۴۔ جاوید نامہ، ۵۔ سیرت اقبال از محمد طاہر فاروقی، ۶۔ دیوان خوشحال خان خٹک، ۷۔ خوشحال خان خٹک سہ و آبی از عبدالرؤف بیٹا شامل ہیں۔^۱ مؤلف کے ساتھ اس وقت ماخذات کے سلسلے میں فضل محبوب مجددی نے مدد کی تھی۔ جبکہ مولانا قیام الدین خادم نے علامہ کے اردو اشعار کے ترجمہ و تفہیم میں ان کے ساتھ مدد کی تھی۔

بحیثیت مجموعی افغانستان میں پشتو زبان میں تفہیم فکر اقبال کے سلسلے میں یہ بنیادی اہمیت کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

جناب بختانی نے خوشحال خان خٹک کے ۲۸۶ ویں یومِ وفات کی مناسبت سے کابل میں منعقدہ پشتو ٹولنے کے زیر اہتمام بین الاقوامی کانفرنس (از سوموار ۵، اگست ۱۹۶۶ء تا ۱۲، اگست ۱۹۶۶) میں جمعہ ۲۸، اگست ۱۳۳۵ھ شربطابق ۱۹، اگست ۱۹۶۶ء میں ایک عمدہ مقالہ بعنوان خوشحال اور اقبال دا شعارو" مشترکہ خواوی (خوشحال اور اقبال کے اشعار کے چند مشترک پہلو) پیش کیا۔^۲ ۱۳۸۰ھ ش میں جناب بختانی کی ایک اور کتاب خوشحال خان او یو سو نور فرہنگیال خٹک" شائع ہوئی۔ اس کتاب میں یہی مقالہ خوشحال خان خٹک اور اقبال کے افکار کا تقابلی جائزہ شامل کیا گیا ہے۔^۳ اس مقالے میں حضرت علامہ کے فکر و فن پر صاحبِ سیف و قلم عظیم پشتو شاعر خوشحال خان خٹک کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تقابلی جائزے میں ان دونوں حضرات کے مشترک فکری نکات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مقالے کے آغاز میں خوشحال اور اقبال کے درج ذیل ابیات دیے گئے ہیں۔

خوشحال:

دا رنگین معنی چیری دی خوشحالہ چچی را درومی لکہ گل پہ بیاض ستا

ترجمہ: یہ رنگین معنی کہاں سے ہیں خوشحال؟ جو تیری بیاض سے پھول کی مہک کی طرح اڑ رہی ہے۔

اقبال:

برگ گل رنگین ز مضمون من است مصرع من قطرہ خون من است^۴

توموں کی مجموعی تشکیل میں شاعری کے کردار و اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ خوشحال اور اقبال کے محیط،

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

ان کے سیاسی حالات کے اشتراک اور ان کی فکری تشکیل کے حوالے سے بختانی لکھتے ہیں:

”خوشحال اقبال دواڑہ مسلمانانوپہ جامعہ کی راپاسیدی دی اودھغو د پاسولواو ویشولوسندری بی ویلی دی۔ دغہ اوسونہ نوی ژوندغواڑی چی ہغہ یاداسرافیل پھیلی اویادخوشحال اقبال غوندی شاعرانوپہ نغمواد پیغورونولاس نہ راجی۔ خوشحال پھداسی وخت کی سراوچتوی چی قوم ی مغل داستعارترجہ ساعتونہ تیردی اقبال داگریز داقتدار اواستعمار پھ عصر کی ژغ پوریتہ کوی۔ خوشحال دچمل قوم دنجات دپارہ دشرق دیسی ادیبیا تونپہ تاریخ کی دلوڑی مغل دپارہ دملیت (نیشنلزم نغی ژغوی اقبال دشرق دآزادی دپارہ دشرق ملیت روح ژوندی کوی۔ دقبال او خوشحال داوسونوژوند اوتاریخ تقریباً دمشابہوشراٹھ لاندی واقع شوی دی نوددواڑپہ نغمواد آھگلونوکی مشابہ سراو تال ترغواڑ کیوی۔ اقبال تقریباً پھم ہغہ محیط کی واقع شوی دی چی ہلستہ دخوشحال دادبی کتب زوروشور تیرشوی دی۔ نورومر د شعریوہ مبع د خوشحال دتفکر تیزہ گزلائی شو؛“

ترجمہ:

خوشحال اور اقبال دونوں نو مسلم معاشرے کے پیدا کردہ ہیں دونوں نے اس معاشرے کی بیداری اور حرکت کے نغے لکھیں ہیں۔ یہ ملت حیات نو چاہتی ہے۔ جو یا تو اسرافیل کی صورت سے یا خوشحال و اقبال جیسے شعراء کے نعمات کے طفیل ممکن ہے۔ خوشحال ایک ایسے دور میں سر بلند کرتے ہیں۔ جب ان کی قوم مغل استعمار کے تلخ دقتوں کو گزار رہی ہوتی ہے اور اقبال انگریزی اقتدار کے استعمارانہ عصر میں صد بلند کرتے ہیں۔

خوشحال اپنی قوم کی نجات کے لیے پہلی بار مشرقی ادبیات کی سیاسی تاریخ میں ملت (نیشنلزم) کے نغے بلند کرتے ہیں اور اقبال مشرق کی آزادی کے لیے مشرقی ملت کو زندہ روح عطا کرتے ہیں۔ جس طرح خوشحال اور اقبال کے ملتوں کی حیات اور تاریخ ایک جیسی تھی اس طرح دونوں کے نعمات میں مشابہت کی اہنگ سنائی دیتی ہے۔ اقبال تقریباً اسی خطے میں پیدا ہوئے جہاں خوشحال کا ادبی کتب زوروشور سے گزرا تھا۔ لہذا اقبال کے فکر کے ایک گوشے پر خوشحال کے فکر کا اثر ناگزیر ہے۔

بختانی کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اقبال پشتو تو نہیں جانتے تھے مگر پشتونوں کی تاریخ و ادب سے پوری طرح باخبر تھے۔ کیوں کہ ان کے اردو و فارسی کلام پر ”پشتونوی“ کے جلوے موجود ہیں۔ ”بال جبریل“ کے حاشیئے کی رو سے خوشحال خان کے بارے میں اقبال کی آگاہی کا پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے خوشحال کے تراجم پڑھے تھے۔

اس مقالے کو چودہ ضمنی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے:

- ۱۔ شاعر کے نظریات، ۲۔ بلند ہمتی، ۳۔ بلند خیال، ۴۔ گہری فکر، ۵۔ غیرت اور
- مجاہدہ، ۶۔ آزادی سے عشق، ۷۔ ریا کاری کی مزاحمت، ۸۔ عام شکایت، ۹۔ باز (شاپن) دونوں

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

شعراء کی مشترک علامت، ۱۰۔ خوشحال کا باز، ۱۱۔ اقبال کا شاہین، ۱۲۔ افغان معاشرہ، ۱۳۔ اقبال کے اشعار میں خوشحال کا تذکرہ، ۱۴۔ اقبال کے اشعار میں خوشحال کا فکری اثر۔
ان موضوعات میں ہر موضوع پر مختصر تمہیدی نوٹ کے بعد پہلے خوشحال اور بعد میں اس موضوع سے متعلق اقبال کے ابیات دیے گئے ہیں۔

شاعر کی آئیڈیالوجی کے ذیلی عنوان کے تحت پہلے خوشحال کے درج ذیل ابیات دیے گئے ہیں:
رخنہ گرد ملک پری مہ ژدہ پہ چہل ملک کی پہ حکمت پہ زرو زور پہ لشکروں
سو پہ تورو پہ تو بریو پہ نیزوشی سد چندان شی پہ تدبیر پہ ہزرونہ^۱
ترجمہ:

ملک کا رخنہ گرد اپنے خطے میں مت چھوڑ جو حکمت دولت اور قوت کے لشکروں سے براجمان ہونا چاہتا ہے۔ چند
تولواروں کلباڑوں اور نیزوں کا سہارا لیتے ہیں جبکہ سینکڑوں حکمت اور تدبیر کا راستہ لیے ہوئے ہیں۔

بی و تیغ لہ آبہ نوری او بہ نشہ چی جنگوی سر ساڑہ کا ٹڑونہ
سو وانخلی لہ غلیبہ انتقام مرد نہ خوب کا نہ خواڑہ کا نہ آرام
یا مغلو سرہ رزم یا نیولی مخ کی تہ
پشتانہ چی نور سہ فکر کا نا پوہ دی
بی لہ توری خلاصی نہ شی پہ بل کار^۲

تیغ کی آب کے سوا کوئی آب نہیں جو جنگ کے بعد دھڑ کو ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔ جب تک دشمن سے انتقام نہ لے
مرد نہ سوتے ہیں نہ کھاتے اور نہ آرام کرتے ہیں۔ (قید کے بعد یہ آرزو ہے) کہ یا تو مکے کا رخ کروں یا
مغلوں کے ساتھ نبرد آزما ہو جاؤں۔ پشتون اگر کسی اور زاوے سے سوچتے ہیں تو یہ ان کی کوتاہ اندیشی ہے تلوار
کے علاوہ کسی اور شے سے نجات ناممکن ہے۔

بختانی ان ابیات کے بعد حضرت علامہ کے ابیات ذیل کا حوالہ دیتے ہیں:

آدمیت زار نالید از فرنگ زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ
پس چہ باید کرد اے اقوام شرق؟ باز روشن می شود ایام شرق
در ضمیرش انقلاب آمد پدید شب گذشت و آفتاب آمد پدید
نقش نو اندر جہان باید نہاد از کفن دزدان چہ امید گشاد؟
اہل حق را زندگی از قوت است قوت ہر ملت از جمعیت است^۳

بلند ہمتی کے تحت خوشحال کے ابیات ذیل دیے گئے ہیں:

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

طمع بلا دہ اسیر بندہ کا شہ شہ سڑی وی دای گندہ کا
ماڈیر لیدی جی طمع نہ لری پہ پادشاہانو پوری خندہ کا
د منت دارو کہ مرم پکار می نہ دی کہ علاج لره می راشی مسیحا هم
بخت دی کہ طالع دہ کہ دا چلہ فقیری دہ خدای می شڑی توره برابرہ داطلس کرہ^{۱۲}

ترجمہ:

طمع لالچ بری بلا ہے جو آزاد بندے کو غلام بناتا ہے۔ اسی نے اچھی ہستیوں کو برا بنایا ہے۔ میں نے کئی دیکھے ہیں جو لالچ سے بے نیاز ہیں اور بادشاہوں پہ ہنستے ہیں۔ مجھے منت کی دوانہ چاہئے اگرچہ مر جاؤں خواہ میرے علاج کے لیے مسیحا کیوں نہ آئے۔ بخت ہے یا قسمت یا کہ میری فقیری کہ پروردگار نے میری سیاہ چادر میرے لیے اٹلس بنایا ہے۔

علامہ اقبال کے درج ذیل ابیات موضوع کی مناسبت سے دیے گئے ہیں:

من فقیرم بی نیازم مشربم این است و بس مومیای خواستن نتوان شکستن میتوان
ناز شہاں نمی کشم، زخم کرم نمی خورم درنگرای ہوس فریب ہمت این گدائی را
نہ شیخ شہر نہ شاعر نہ خرقہ پوش اقبال فقیر راہ نشین است و دل غنی دارد^{۱۳}

خوشحال:

هغه زر تر کا نژی لوئی لا بتر دی چی بی و منڈی پہ زلمہ نہ خر سیڑی
چی او بہ پہ زای ایساری شی خوشاشی صفائی ی هم پہ دادہ چی بھیڑی^{۱۴}

ترجمہ:

وہ سونا پتھر ڈھیلے سے بدتر ہیں جو زمین میں دبا کے رکھ دیا جاتا ہے پھر بکتا نہیں پانی جب ساکن رہتا ہے تو بدبودار بن جاتا ہے اس کی صفائی اس کی حرکت کی مرہون منت ہے:

اقبال:

اگر کردی نگہ بر پارہ سنگ ز فیض آرزوئے تو گہر شد
بہ زر خود را سخ ای بندہ زر کہ زر از گوشہ چشم تو زر شد^{۱۵}

خوشحال:

د درویش برخہ خوشی غم د هغو وی چی پہ شمار دزرو ناست وی چون و چندکا

ترجمہ:

درویش کا حصہ فقط ان لوگوں کی غنچواری ہے جو دولت کے شمار میں چون و چند سے دوچار ہوتے ہیں۔

اقبالیات ۶۲: ۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

اقبال:

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ! ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زروسیم! ۱۸

خوشحال:

دسلیمان غوندی بی پاس پہ زڑگی کشیو دہ نہ قارون غوندی یی تڑدہ د زڑہ دنہ

ترجمہ:

سلیمان کی طرح مال و دولت دل کے اوپر رکھ، قارون کی مانند اس کو دل میں نہ چھپا۔

اقبال:

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستحق شوق نہ مال و دولت قارون، نہ فکر افلاطون! ۱۹

بلند خیالی کے تحت خوشحال اور اقبال کے ذیل اشعار مقالے میں دیے گئے ہیں۔

خوشحال:

کہ لویی و تہ می گوری ماہ و خود زما پرچم دی

آسمانوںہ می خنچی دی پری د ستورو زینت تم دی

لا می لوڑ باغونہ نور دی لکی باغ می د ارم دی ۲۰

ترجمہ:

اگر میرے بلندی کو دیکھنا ہے تو ماہ و خور میرے پڑوس میں ہیں۔ آسمان میرا خیمہ ہے جس پر ستارے چمک رہے

ہیں۔ بلند تر میرے باغ اور بھی ہیں باغ ارم میرا ایک چھوٹا سا گلشن ہے۔

اقبال:

بلند بال چنانم کہ بر سپہر برین ہزار بار مرا نوریاں کمین کردند

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلمان کی ستارے جس کی گرد راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے

مقالے میں پہلے ذکر شدہ چودہ عنوانات کے تحت ان دونوں عظیم شعرا کے افکار میں مماثلت کا جائزہ

پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں خوشحال خان خٹک کے سوانحی نوٹ میں بھی حضرت علامہ کے پانچ اردو اشعار اور خوشحال

خان سے متعلق ”بال جبریل“ کے پانچ فارسی اشعار اور بال جبریل کے حاشیے میں درج حضرت علامہ کا

خوشحال کے تراجم سے متعلق یادداشت کا ترجمہ شامل ہے۔ ۲۱

۱۹۷۲ء کو یونیسکو نے کتاب کا بین الاقوامی سال قرار دیا تھا۔ اسی مناسبت سے حملہ ۱۳۵۱ھ میں

جناب بختانی کا فارسی شعری مجموعہ ابر بہار بھی شائع ہوا۔ اس شعری مجموعے پر افغانستان کے مختلف نقادوں

اقبالیات ۶۲: ۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

نے تحریرات شائع کیں۔ افغانستان کے اقبال شناس ادیب و شاعر قیام الدین خادم نے بھی ابر بہار پراپنا نقد تحریر کیا۔ اور بختانی کے فکر پر حضرت علامہ کے پرتو کا جلوہ دیکھا۔

"ماچی دبختانی فارسی اشعار ولوئستل ڈیر کرتہ بہمی داستاد علامہ اقبال اشعار خاطرینی تیرا تمل ۲۲"

ترجمہ:

میں جب کبھی بختانی کے فارسی اشعار پڑھتا تو حضرت علامہ اقبال کے اشعار اور یادیں میرے ذہن میں آتے۔

بہ موج بحر حوادث چہ غوطہ ها خوردم	بہ آرزوئے نجاتی کہ مدعائے من است
بہ زاهدان زمان نیست اعتماد مرا	مرید خویش شدم عشق رهنمائے من است
نے خبر گشتم از عصر جدید	نے عمل بر نص قرآن کردہ ایم
باہمہ تن پروری و تمبلی	کسر شان نام افغان کردہ ایم ۲۳

ترنم دل جناب بختانی کا دوسرا فارسی شعری مجموعہ ہے جو حال ہی میں زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ اس مجموعے کی شاعری پر حضرت علامہ کے فکری اثرات نہایت نمایاں ہیں۔ حتیٰ کہ مختلف نظموں کے عنوانات ہی فکر اقبال کے پرتو کا جلوہ ہیں۔ راز دل، نوای من، چہ کردہ ایم، شاعر و بلبل، باغبان در گوشم خفت، بعد ازیں، زبان عشق، اے صبا، داستان زندگی، ترنم دل، صدای دل، اغتشاش و انقلاب، داغ نو، الہی خلق خود را خود نگہ دار۔ جناب بختانی نے حضرت علامہ کی تضمین پر ”ترنم دل“ میں ”بہ استقبال اقبال“ کے عنوان سے نظم میں حضرت علامہ کو تحسین بھی پیش کی ہے اور ان کے افکار کی مدح سرائی بھی کی ہے۔

”بہ استقبال اقبال“

معنی سربسته ای دارم بہ دل	گوہر ناسفته ای دارم بہ دل
گفتہ را گر باز میگویم رواست	مطلب ناگفتہ ای گر مدعا است
شاعر افغان شناس زندہ دل *	از دم اورندہ صد ہا مردہ دل
آنکہ بابا گفت پاکستان ورا	مرحباہا گفتہ افغانان ورا
حضرت اقبال مرد خوش مقال	”زندہ از گفتار او سنگ و سفال“
شاعر خوش مشرب و صاحب دلی	گفتہ با صاحب دلان راز دلی
ازتہ دل گفت و دردل کار کرد	درد دل راوہ چہ خوش اظہار کرد
بحر الفاظ و معانی ”زندہ رود“	حرف دل از دل بگفت و خوش سرود
آسیا یک پیکر آب و گل است	ملت افغان درآں پیکر دل است
از کشاد او کشاد آسیا	در فساد او فساد آسیا

تادل آزاد است آزاد است تن
 ورنہ خاکی دررہ بادست تن
 بشنو از من نعمت اقبال را
 یک دی خاموش و رازدل شنو
 یک کمی بگذار قیل و قال را
 راز آل صاحب دل از بیدل شنو
 زندگی تن زکار دل بود
 رنج تن رنج و غبار دل بود
 سکتہ دل ختم دوران حیات
 درحقیقت قطع شریان حیات
 دل اگر زخمی بود تن بی سبب
 می شود دررنج و درد تات و تب
 اندگی دل رابہ دل نزدیک کن
 دقتی در نکتہ باریک کن
 یاد داری آنکہ درایم یار
 ما راستعمار و استعمار مار
 حملہ ہا بر پیکر مشرق نمود
 جامہ را جامہ دان از ماربود
 نان ربود و جامہ مارا برید
 گوشت مارا خورد و ضربت روپنہاں
 تا رسیدہ کار دہا براستخوان
 کاردہا در پیکر ماکار کرد
 شب چو آخر شد سرما روزشد
 قلب ما استعمار کرد
 شب چو آخر شد سرما روزشد
 آسیا از خواب خوش بیدار شد
 ہم رہا ازظلم استعمار شد
 رفت استعمارو قلب ما تپید
 نیم زندہ نیم مردہ می جہید
 داغ زخم تیغ استعمار ماند
 زہر قاتل از ہاں مار ماند
 قلب مشرق پارہ پارہ شد چنین
 پیکر آب و گلشن زار و حزین
 تاہ کی باز خم قلب آسیا
 ملت اقبال بچ بی اعتنا
 ای صبا از ما بگو اقبال را
 ترجمان غیرت خوشحال را
 روح تو خوشنود و قبرت مرغزار
 بر مزارت لالہ ہا گلہا نثار
 شاد باش آرام وفارغ باش
 بی غم و بی غصہ خود خوشحال باش
 خود تو گفتی رقوم افغان غیور
 جان او بر محنت پیہم صبور
 خاکش از مردان حق بیگانہ نیست
 در ضمیر صد ہزار افسانہ ایست

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

سرزمین کبک او شاہین مزاج
آہوی او گیرد از شیران خراج

در فضا لیش جره بازان تیز چنگ
آسیا با قلب خود درارتباط
می کند پیوند قلب ریش را
آسیا دانسته سرکار را
آسیا یک پیکر آب و گل است
از کشاد او کشاد آسیا
تادل آزاد است آزاد است تن
لرزه برتن از نہیب شان پلنگ
می گزار مرہمش با احتیاط
می زداید زھر مار و نیش را
درک کرده رمز این اشعار را
ملت افغان درآں پیکر دل است
در فساد او فساد آسیا
ورنہ خاکی دررہ بادست تن^{۲۳}

بختانی صاحب نے علامہ پر ایک اور مقالہ بعنوان ”قلب آسیا گذرگاہ و نظرگاہ علامہ اقبال“ بھی لکھا۔ یہ مقالہ ویسے تو ہفت روزہ ”وفا“ (۱۰ جدی ۱۳۷۶ھ ش) میں شائع ہوا لیکن آپ نے اس کو کابل کے خیرخانہ میں ۲۰ سرطان ۱۳۷۴ھ ش بمطابق ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء تحریر کیا تھا۔ مقالے کا آغاز علامہ کے ابیات، تراکیب، مفہیم اور اصطلاحات کی ترتیب سے مزین ہے۔

زندگی سالھا در کعبہ و بتخانہ نالید
”رموز بیخودی“ را بی پردہ گفت
مغز قرآن برداشت ”زبور عجم“ ش
تا از بزم عشق دانائے راز برون آمد
”اسرار خودی“ را فاش ساخت
نامید ”بانگ درا“ ”پیام مشرق“ را باز گفت
”پس چه باید کرد اے اقوام مشرق“^{۲۴}

ترجمہ:

زندگی مدتوں تک کعبہ و بتخانے میں روتی رہی کہ بزم عشق سے ایک دانائے راز باہر آیا انھوں نے خودی کے اسرار کو فاش کیا۔ قرآن کے روح سے آگاہی کو ”زبور عجم“ سے موسوم کیا ”بانگ درا“ سے اہل ”مشرق کو پیام“ دیا۔ اور کہا کہ اے ”اقوام مشرق“ اب کیا کرنا چاہیے۔

مقالے میں اقبال کی اس دنیا میں آمد کو عالم انسانی کے لیے باعث سعادت قرار دیا گیا۔

ستارہ اقبال در شب تیرہ و تار در جہان مشرق درخشید۔ بر مغرب نیز پر تو آقند گویا ستارہ بخت انسان و نور انسانیت بود نوری بہ سان عاطفہ انسانی۔ باری این کو کب درخشان از افق مشرق مھین ماطلح گردید دانای راز راز دار باشد۔ آں کہ مشرق و غرب را نیک میدان نیست و از سرشت سرگذشت ملل آگاہ بود، شہیثہ ناموس عالم در بغل داشت ہر کہ پا کج میکوشید ہر منگری را با دستانش تغیر دہد۔ با ایمان راسخ قلم بہ دست میگرفت دم را با قلم یار

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

میساخت۔ برانچ منکر است انگشت میگذاشت حرف حق را بنهر اس میگفت چیزی را در دل نگه نمیداشت دمیکو
شید که تا درجه۔۔۔ الایمان تنزل نکند او بود که با خطرناکترین منکرات زمین و زمانش از میدان قبیل استعمار
استثمار نادانی بزدلی گمراهی و بیراهی"۔^{۱۶}

ترجمہ:

اقبال کا ستارہ فلک مشرق کی تاریکیوں میں اس طرح چمکا کہ اس کا پرتو مغرب میں بھی جلوہ گزریں رہا۔ گویا یہ
ستارہ انسانی سعادت اور انسانیت کے لیے نور کا وجہ بنا۔ انسانی وجدان پر اس روشن ستارے کے گہرے اثرات
مرتب ہوئے اور یہ سعادت ہمارے مملکت کے حصے میں بھی آئی۔ یہ دانائے راز ہمارا راز دار بنا۔ مشرق و
مغرب کا یہ ہی خواہماتوں کے آغاز و انجام سے باخبر عالمی عزت کے شیشہ بغل میں لیے آیا۔ جس نے بھی کج
روی کا مظاہرہ کیا تو اقبال نے خون دل کا پیالہ پیا۔ اقبال نے ہر منکر کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ روح کو
قلم سے آشنا کیا۔ ہر منکر پر تنقید کی اور حرف حق کو بلا خوف بیان فرمایا۔ کسی چیز کو دل میں پنہاں نہیں رکھا۔ اور حتی
الامکان کوشش کی کہ ایمان کو زوال نصیب نہ ہو کیونکہ وہ زمین اور زمان کے خطرناک ترین دور میں جی رہا تھا۔
اور وہ استعمار، استثمار کی نادانی بزدلی گمراهی اور بیراہی کا دور تھا۔

جناب بختانی اس دور میں اقبال کی آمد کو علم ادب اور سیاست حال، ماضی اور مستقبل کے لیے خوش بختی کا باعث
گردانتے ہیں۔ اقبال نے پیر مغرب جرمن نکتہ داں گوئے کے جواب میں پیام مشرق لکھی اور بختانی نے افغانستان
کے بادشاہ اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خان کے نام اس کتاب کے انتساب کو قابل تحسین اقدام قرار دیا۔
بلی علامہ محمد اقبال نور خورشید آسمان علم ادب و سیاست، کہ ماضی، حال و آئندہ امم را با بیان تند شیرین و روشن
در میان میگذاشت سخوری کہ بہ جواب پیر مغرب نکتہ داں المانی گوئے پیام مشرق را سرودہ و این حد یہ ارچناکش
راہ پادشاہ افغانستان اعلیٰ حضرت امان اللہ خان پیشکش نمود در مقدمہ تصویر عین امت اسلامی را چنین کشید

دیده کی ای خسرو کیوان جناب	آفتاب ما توارت بالحجاب
ابطحی در دشت خویش از راه رفت	از دم او سوز الا اللہ رفت
مصریان افتادہ در گرداب نیل	ست رگ تورانیان انڈہ پیل
ال عثمان در شنج روزگار	مشرق و مغرب زخوش لاله زار
عشق را آئین سلمانی نماند	خاک ایران ماند و ایرانی نماند
سوز و ساز زندگی رفت از گلشن	آن کہن آتش فرسود اندر دلش
مسلم ہندی شکم را بندہ ائی	خود فروشی دل ز دین برکنده ائی"۔ ^{۱۷}

جناب بختانی حضرت علامہ کے مادی اقدار سے بالاتر معنوی شخصیت سے کافی متاثر دکھائی دیتے ہیں۔

اقبالیات ۶۲: ۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

ان کے نظریات کو سراہتے ہوئے ان کے نژادی نسلی قیودات کے فلسفے سے بالاتری کو تحسین پیش کرتے ہیں۔
شاعر مسلمان ہندی وتر کی ججازی، و مصری، ایرانی و تورانی رابا صراحت انتقاد کردنا تو انہی مادی معنوی و
روانی شان را تشخص دادقا نو منندی ناتو انہی دریافت ابن راعومیت بخشید و انتقادش را خلاصہ کرد

در مسلمان شان محبوبی نماند
مگر در ہمین فضا خطاب شاہ ماملت مار استود
خالد و فاروق و ایوبی نماند

ای ترا فطرت ضمیر پاک داد از غم دین سینہ صد چاک داد
تازہ کن آئین صدیق و عمر چون صبا بہ لالہ صحرا گذر^{۲۸}
بختانی اس کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت علامہ نے پشتونوں کی پسماندگی کی علت نادانانی، ناداری اور
جہالت قرار دے کر درست تشخیص کی ہے۔ اور شاہ افغانستان کو مشورہ دیا ہے کہ اس غیور ملت کی کوسہاروں کے
مکینوں کو زبور تعلیم سے آراستہ کر دے

گویا حکیم مشرق شخص ساخت کہ علت الممل پسمانیہی ملت افغان ناداری و نادانی است و بہ شاہ کشور
مشورہ داد کہ برای تہذیب این ملت غیور علم را از سینہ احرار و ثروت را از سینہ کہسار مینھش برگیرد^{۲۹}
بختانی صاحب اگرچہ تحقیق کے اسرار و رموز سے آگاہ ہیں اور سر محقق کے علمی رتبے تک پہنچ چکے ہیں۔
لیکن اس کے باوجود چونکہ وہ بنیادی طور پر ایک شاعر ہیں اس لیے وہ علامہ کے سفر افغانستان (۱۹۳۳ء) کو
ایک شاعرانہ احساس کے ساتھ پرکھتے ہیں۔

"بلی شاید در آرزوی سیر و گلگشت کہسار مانیز بود تا در اکتوبر ۱۹۳۳ء ہفتاد و دو سال قبل از امروز چون صبا بر لالہ
صحرا خرامید در درہ خیبر باورھالیش را بہ تداغی گرفت و باز در یافت۔

خیبر از مردان حق بیگانہ نیست در ضمیرش صد ہزار افسانہ ایست
جادہ کم دیدم ازو پیچیدہ تر یا وہ گردد در خم و پچیش نظر^{۳۰}
بختانی صاحب نے علامہ کے اس براہ راست سفر کے علاوہ اس دلچسپ روحانی و تخیلی سفر کا ذکر بھی کیا
ہے جس میں علامہ کے روحانی مرشد بلخی آگے آگے ہیں اور مرید ہندی سراپا حیرت سراپا عقیدت ان کے پیچھے
پیچھے اس حیرت کدے کے اسرار و رموز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

شاعر سفر دگری نیز دارد و ان عروج روحانی و یا سفر تکلیلی و سیت بہ اوج جھان، کیمھان و فراتر از آسمانھا
اقبال در اثر جادوان خویش مثنوی "جاوید نامہ" داستان سفر شاعرانہ اش را با بداعت تام بہ سر رسانیدہ است اور
عالم خیال بہ سیر سیاحت و سفر دور و درازی پر داختہ و در جریان سیر بہ عالم بالا تو انستہ است با ارواح بزرگان دین و

اقبالیات ۶۲: ۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

دولت اسلامی گفت و شنودهای داشته باشد

تعب نباید کرد شاعر در این سفر خیالی خویشتن راه زنده او دنامیدہ و رومی یعنی مولانا جلال الدین بلخی
رامرشد رھبر و رھنمای سفرش معرفی کردہ است" ۳۱

اس سفر کے دوران پھر بختانی کا مقصد اپنے موضوع سے متعلق افغان شخصیات سے علامہ کی ملاقاتوں کا تذکرہ ہے پہلے فلک عطار دپرسید جمال الدین افغانی کا حال ہے جو سعید حلیم پاشا کا امام بنا ہوا ہے۔ قصر سلطین میں ابدالی سے ملاقات کی دلچسپ روداد کو بیان کیا گیا ہے۔

مقالے کے آخر میں افغانستان کے حالات کے پیش نظر علامہ کی اس پیش گوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں افغانستان کی آبادی ایشیا کی آبادی اور افغانستان کی بربادی ایشیا کی بربادی سے تعبیر کی گئی ہے۔ بختانی نے جہاں عالم بالخصوص اقوام ایشیا سے اس عظیم فلسفی کی اس پیش گوئی سے عبرت حاصل کرنے کی اپیل کی ہے۔ ۳۲



حوالہ جات و حواشی

- ۱۔ عبدالرؤف بیوا، اوسنی لیکوال، دوئی مطبع، کابل، ۱۳۴۰ھ، جلد ۱، ص ۱۱۶
- ۲۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی، ویاژلی، مطبوعہ افغانستان ملی تحریک او ڈاکٹر رفیقی سنٹر، نیز مرکز کویٹہ، ۲۰۱۷ء، جلد ۲، ص ۷۹۱ تا ۷۷۸
- ۳۔ رشد زبان و ادب دری در گسترہ فرہنگی پشتو زبانان، ص ۸۵۱
- ۴۔ پشتو کتاب شود، ص ۵۱-۵۲
- ۵۔ پشتانہ د علامہ اقبال پہ نظر کی، ص ۱۲۸
- ۶۔ ننگیالی پشتون، ص ۲۶-۲۶
- ۷۔ خوشحال خان او یو سو نور فرہنگ یالی پشتانہ، ص ۲۷-۲۷
- ۸۔ ننگیالی پشتون، ص ۲۶-۲۷
- ۹۔ ایضاً، ص ۲۸
- ۱۰۔ ایضاً، ص ۲۸
- ۱۱۔ ایضاً، ص ۲۸ - ۲۹
- ۱۲۔ ننگیالی پشتون، ص ۲۹
- ۱۳۔ ایضاً، ص ۲۹
- ۱۴۔ ایضاً، ص ۵۰
- ۱۵۔ ایضاً، ص ۵۰
- ۱۶۔ ایضاً، ص ۵۱

اقبالیات ۶۲:۱۔ جنوری۔ مارچ ۲۰۲۱ء ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی۔ افغان دانشور عبداللہ بختانی کی اقبالیاتی خدمات

- ۱۷۔ خوشحال خان او بیو سو نور فرهنگ یالی پشتانہ، ص ۲۶
- ۱۸۔ ترنم دل، ص ۱۷
- ۱۹۔ ایضاً، ص ۱۷
- ۲۰۔ ایضاً، ص ۶۹ تا ۷۲
- ۲۱۔ ہفت روزہ، وفا، ۱۰ اجدی ۱۳۷۶ھ، ص ۱۳
- ۲۲۔ ایضاً، ص ۱۳
- ۲۳۔ ایضاً، ص ۱۳
- ۲۴۔ ایضاً، ص ۱۳
- ۲۵۔ ہفت روزہ، وفا، ۱۰ اجدی ۱۳۷۶ھ، ص ۱۳
- ۲۶۔ ایضاً، ص ۱۳
- ۲۷۔ ایضاً، ص ۱۸
- ۲۸۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی، افغانستان میں اقبال شناسی کی روایت، مقالہ فی ایچ ڈی، غیر مطبوعہ ۲۰۰۳ء، ص

